

کیا اسلامی جامعات و مدارس سے فارغ ہونا، محض کتابیں پڑھنا،  
دروس سننا، علماء کے تزکیات جمع کرنا عالم ہونے کے لئے کافی ہے

فضیلۃ الشیخ عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز رحمۃ اللہ علیہ

فضیلۃ الشیخ عبدالبحسن بن حمد العباد رحمۃ اللہ علیہ

فضیلۃ الشیخ صالح بن فوزان الفوزان رحمۃ اللہ علیہ

فضیلۃ الشیخ ماہر بن ظافر القحطانی رحمۃ اللہ علیہ

ترجمہ

طارق علی بروہی



نام کتاب	: کیا اسلامی جامعات و مدارس سے فارغ ہونا،
مؤلفین	محض کتابیں پڑھنا، دروس سننا، علماء کے تزکیات جمع کرنا عالم ہونے کے لئے کافی ہے : فضیلۃ الشیخ عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز رحمۃ اللہ علیہ فضیلۃ الشیخ عبدالمحسن بن حمد العباد حفظہ اللہ فضیلۃ الشیخ صالح بن فوزان الفوزان حفظہ اللہ فضیلۃ الشیخ ماہر بن خافرقحطانی حفظہ اللہ
ترجمہ و ترتیب	: طارق علی بروہی
صفحات	: ۱۳
ناشر	: اصلی اہل سنت ڈاٹ کام

## فہرست مضامین

نمبر شمار	مضامین	صفحہ نمبر
۱	حقیقی تحصیل علم تو جامعہ سے فراغت کے بعد شروع ہوتا ہے	۴
۲	علماء کا کلام نقل کرنے میں احتیاط	۴
۳	جامعات سے فراغت کے بعد عصری علوم میں منہمک ہو جانا	۵
۴	فتویٰ و احکام جاری کرنے میں جلد بازی سے کام نہ لیا جائے	۵
۵	موافق و مخالف منہج رکھنے والی جماعتوں و تنظیموں کے ساتھ دعوت میں تعاون کا حکم	۶
۶	جماعت اور جمیعت میں فرق	۶
۷	کیا اسلامی جامعہ و مدرسہ کی سند ہونا کسی کے عالم ہونے کی دلیل ہے	۷
۸	کیا محض سلفی ہونے سے کوئی شخص لوگوں کو درس و فتاویٰ دے سکتا ہے	۸
۹	کیا محض کتب کے مطالعہ سے علم حاصل ہوتا ہے	۱۰
۱۰	جس کا شیخ اس کی کتاب ہو تو اس کی غلطیاں اس کے صواب سے زیادہ ہوتی ہیں!	۱۱

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

## حقیقی تحصیل علم تو جامعہ سے فراغت کے بعد شروع ہوتا ہے

فضیلۃ الشیخ عبدالمحسن بن حمد العباد رحمۃ اللہ علیہ (سابقہ رئیس جامعہ اسلامیہ، مدینہ نبویہ اور حالیہ مدرس مسجد نبوی) فرماتے ہیں کہ حقیقی طلب علم تو جامعہ سے تخرج کے بعد ہوتا ہے۔ اور ایک طالب علم کو چاہیے کہ جامعہ سے تخرج (فارغ التحصیل) ہونے کے بعد یہ سمجھے کہ ابھی تو میں نے حقیقی معنوں میں طلب علم کا آغاز کیا ہے۔ کیونکہ یہ کلیات شریعہ (شریعت کالج) اسے کوئی عالم بنا کر نہیں نکالتی بلکہ اسے وہ معاون چاہیاں دے دیتی ہیں جس کے ذریعہ وہ اپنے طلب علم میں توسیع اور اس کی متابعت کر سکتا ہے۔

## علماء کا کلام نقل کرنے میں احتیاط

اسی طرح شیخ نے جامعہ اسلامیہ میں منعقدہ اپنی تقریر بعنوان "أثر السنة في أخلاقيات الداعية" (داعی کے اخلاق پر سنت کا اثر) میں بغیر تحقیق و تثبت کے کسی عالم کا فتویٰ نقل کرنا یا اس میں اپنی طرف سے زیادتی و تحریف کرنے سے خبردار فرماتے ہوئے کہا کہ فتویٰ نقل کرنے والے کو چاہیے کہ وہ اسے اس وقت تک نقل نہ کرے جب تک مکمل طور پر باتا کید اسے اسی طرح سنا ہو جس انداز میں وہ نقل کرنا چاہتا ہے<sup>(۱)</sup>۔

<sup>۱</sup> کیونکہ فی زمانہ یہ فتنہ بہت عام ہو چکا ہے کہ فلاں عالم نے فلاں داعی یا عالم پر رد کیا اور اسے بنا کسی تحقیق کے انٹرنیٹ وغیرہ پر نشر کر دیا جاتا ہے، جو تحقیق کرنے پر معلوم ہوتا ہے کہ یا تو وہ عالم نے کہا ہی نہیں، یا پھر اس کے قول کا غلط مفہوم لیا گیا ہے، یا عام بات کو کسی معین (جاری ہے۔۔)

## جامعات سے فراغت کے بعد عصری علوم میں منہمک ہو جانا

اور عصری علوم کے تعلق سے ایک داعی کو کلیاتِ شریعہ سے فارغ ہونے کے بعد کیا کرنا چاہیے کہ بارے میں شیخ العباد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک طالب علم کو چاہیے کہ جس شعبے میں اس نے تخصص حاصل کیا ہے اسے چھوڑ کر یہاں وہاں اپنے محدود توانائی کو اپنی اصل بنیاد، ہدف و مرجع سے نہ پھیرے۔ اسے ان امور (عصری علوم وغیرہ) میں اپنی توانائی نہیں کھپانی چاہیے کہ جن میں اس سے پہلے ہی دوسرے لوگ کفایت کر چکے ہیں۔

## فتویٰ و احکام جاری کرنے میں جلد بازی سے کام نہ لیا جائے

نت نئے، جدید و فوری قسم کے مسائل کے بارے میں شیخ العباد رحمۃ اللہ علیہ نے نصیحت فرمائی کہ ایک داعی کو چاہیے کہ وہ شرعی علم سے خوب مسلح ہو اور چیزوں کے بارے میں حکم لگانے میں یا ایسی باتوں کا جواب دینے کے جس کے بارے میں اسے کوئی علم نہ ہو جلد بازی کا مظاہرہ نہ کرے، بلکہ انتظار کرے اور جس چیز کا علم نہیں اس کے جواب کو مؤخر کر دے یہاں تک کہ اس چیز کے بارے میں اور اس کے حکم کے بارے میں خوب تحقیق نہ کر لے۔

---

شخص پر نافذ کر دیا گیا ہے، یا پھر وہ عالم اپنی اس بات کی تشہیر، ریکارڈنگ نہیں چاہتا تھا اور محض سائل تک مخصوص رکھنا چاہتا تھا وغیرہ۔

(طع)

## موافق و مخالف منہج رکھنے والی جماعتوں و تنظیموں کے ساتھ دعوت میں تعاون کا حکم

اور اس سوال کے جواب میں کہ ایک داعی کو اپنے سے موافق یا مخالف منہج رکھنے والوں کے ساتھ کس طرح حکمت و موعظہ حسنہ (اچھے کلام) کے ساتھ معاملہ کرنا چاہیے کہ جواب میں فرمایا ایک داعی کو چاہیے کہ ان کے ساتھ تعاون کرے جو منہج میں اس کی موافقت کرتے ہیں، البتہ جو مخالف ہیں انہیں حکمت و موعظہ حسنہ کے ساتھ دعوت دے، اور انہیں صحیح طریقہ بیان کرے۔ ساتھ میں اس بات کو اچھی طرح ذہن نشین کر لیں کہ اکثر اوقات محض داعی کا اپنا کردار ہی لوگوں کی ہدایت کا سبب بن جاتا ہے۔ بشرطیکہ داعی کا محققہ عمدہ اخلاق و سنت نبوی ﷺ کی پیروی کرتا ہو۔

اور اس سوال کے جواب میں کہ ایک داعی کو ان اسلامی دعوتی جماعتوں کے ساتھ مل جانا چاہیے کہ جن میں کچھ غلطیاں پائی جاتی ہیں یا پھر (ان سے علیحدہ رہ کر) اکیلے ہی دعوت کا کام کرنا چاہیے؟ فضیلۃ الشیخ العباد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: انسان کو اس بات کی حرص و متگ و دو میں رہنا چاہیے کہ ان کی معرفت حاصل کرے جو اس کے طریقے و منہج میں مماثل ہوں تاکہ دعوت و بھلائی میں ان کے ساتھ تعاون کرے۔ البتہ وہ جماعتیں جن میں خلل و انحراف پایا جاتا ہے اگر کوئی انسان ان کے ساتھ اس لئے ہوتا ہے کہ ان پر حق کو واضح کرے تو یہ ایک قابل تعریف بات ہے، لیکن اگر وہ غلط منہج میں خود ان کے تابع فرمان بن جائے اور انہی میں گھل مل کر ان کے رنگ میں رنگ جائے تو یہ جائز نہیں۔

جماعت اور جمعیت میں فرق

شیخ سے جب جماعت اور جمعیت کے درمیان فرق کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا جہاں تک جماعت و جمعیت کے درمیان فرق کا معاملہ ہے تو مجھے ان کے درمیان کوئی فرق معلوم نہیں بلکہ دونوں الفاظ بطور مترادف ایک دوسرے کے لئے استعمال ہوتے رہتے ہیں۔ جو بات اہم ہے وہ تو ان کے معانی اور حقائق ہیں نہ کہ محض الفاظ یا القاب<sup>(2)</sup>۔

[جامعہ اسلامیہ، مدینہ نبویہ کی آفیشل ویب سائٹ کی خبروں سے لیا گیا]

کیا اسلامی جامعہ و مدرسے کی سند ہونا کسی کے عالم ہونے کی دلیل ہے

فضیلۃ الشیخ صالح الفوزان رحمۃ اللہ علیہ سے سوال کیا گیا کہ کیا کسی شخص کے لئے جو لوگوں کو دینی علوم کی تعلیم دینا چاہتا ہے یہ کافی ہے کہ اس کے پاس اسلامی جامعہ کی ڈگری ہو، یا پھر بھی ضروری ہے کہ اس کے پاس علماء کرام کے تزکیات ہوں؟

جواب: علم کا ہونا یہ سب سے زیادہ ضروری ہے، کیونکہ ہر وہ شخص جس کے پاس ڈگری ہو ضروری نہیں کہ عالم بن جائے، لازم ہے کہ واقعی اس کے پاس علم اور اللہ کے دین کا فقہ و فہم ہو۔ یہ ڈگری علم پر دلالت نہیں کرتی، بلکہ عین ممکن ہے کہ ایسی ڈگری کا حامل شخص جاہل ترین انسان ہو، اور اس کے برعکس کسی کے پاس یہ ڈگریاں نہ ہوں مگر وہ سب سے بڑا عالم ہو۔ کیا شیخ ابن باز رحمۃ اللہ علیہ کے پاس کوئی ڈگری تھی؟! یا شیخ ابن ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ و شیخ ابن حمید رحمۃ اللہ علیہ کے پاس؟! کیا ان کے پاس یہ ڈگریاں تھیں، (نہیں!)؟ اس کے باوجود اس زمانے کے آئٹم میں شمار کئے جاتے ہیں۔

<sup>2</sup> یعنی بھلے کوئی اپنے آپ کو جماعت حقہ یا جمعیت فلاں کہلائے اگر اس کا منہج سلفی نہیں تو ان بڑے بڑے القاب و بلند بانگ دعووں سے

حقیقت نہیں بدل سکتی کہ وہ مذموم فرقہ پرستی و حزبیت ہی ہے۔ (طع)

اصل بات انسان کے پاس علم اور فقہ کا موجود ہونا ہے، ناکہ محض ڈگریاں یا تزکیات، ان کا کوئی اعتبار نہیں، کسی انسان کی حقیقتِ حال و نما حالات کر دیتے ہیں مثلاً اگر کوئی قضیہ، حادثہ و سانحہ درپیش ہو جائے تو وہ ایک عالم کو ایک متعالم (نام نہاد عالم) و جاہل سے الگ کر کے واضح کر دیتا ہے<sup>(3)</sup>۔

[ویب سائٹ سحاب السلفیہ سے ماخوذ]

کیا محض سلفی ہونے سے کوئی شخص لوگوں کو درس و فتاویٰ دے سکتا ہے

شیخ ماہر بن ظافر القحطانی رحمۃ اللہ علیہ سے الجزائر سے سوال کیا گیا: کیا جو شخص محض سلفی ہونے کے بطور مشہور ہو اس سے علم لیا جاسکتا ہے، یا ضروری ہے کہ اسے (علماء کا) تزکیہ حاصل ہو؟

جواب: بھائیوں ہم نے اپنے ایک پرانے آرٹیکل بعنوان "لا نريد سلفية تبليغية" (ہمیں تبلیغی جماعت کے انداز والی سلفیت نہیں چاہیے) میں اسی بات کو بیان کیا تھا۔ اب آپ ملاحظہ کیجئے اس قسم کے سوالات آتے ہیں کہ فلاں شخص مسجد میں درس دیتا ہے یا طالب علموں کو کسی گھر میں جمع کر کے درس دیتا ہے مثلاً صحیح مسلم پڑھاتا ہے، اور فلاں فلاں چیز پڑھاتا ہے اور (دلیل کیا ہے کہ وہ پڑھائے؟ بس یہی کہ) وہ سلفی ہے؟ میں یہ کہتا ہوں: بھائیوں، یہ بالکل بھی کافی نہیں، خود ہمارے سلف صالحین میں سے (جن

<sup>3</sup> کیا کسی پیش آمدہ مسئلہ میں وہ جذبات کی رو میں بہہ جاتا ہے یا بلا دلیل کسی خاص جماعت و افراد کی تائید کرتا ہے یا بہر صورت صحیح سلفی منہج کو ہی ترجیح دیتا ہے اور بصیرت کے ساتھ حق بات پر قائم ہوتا اور دوسروں کو بیان کرتا ہے، یا جیسا تماشا ہمارے ملکوں میں ہوتا کہ ایک ہی بیرون ملک کی اسلامی جامعہ سے فارغ التحصیل ایک ہی اساتذہ سے ایک ہی نصاب پڑھنے والے یہاں آکر مختلف ایک دوسرے سے منہجی اختلاف رکھنے والی اور برسرِ پیکار جماعتوں و تنظیموں میں شمولیت اختیار کر لیتے ہیں اور انہی کی تائید اور ان کے حق میں اور مخالف کے خلاف دلائل جمع کرنے کا فریضہ سرانجام دیتے ہیں! (طرح)



کی پیروی کرتے ہوئے ہم سلفی کہلاتے ہیں) ایسے بھی تھے جو (علم کے باوجود) تعلیم دینے کے منصب سے پرہیز کرتے تھے کیونکہ انہیں نہیں لگتا تھا کہ وہ اس لائق ہیں، چنانچہ یہ ضروری نہیں کہ ہر کوئی جو سلفی ہو تو درس دینا شروع کر دے۔ اعوذ باللہ۔

خود سلف صالحین میں جیسے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہیں ان میں سے بھی کچھ مجاہد مشہور تھے جیسے خالد بن ولید تو کوئی عالم جیسے ابن عباس رضی اللہ عنہ اور کچھ اعرابی تھے جنہوں نے زیادہ تعلیم تو حاصل نہیں کی یا انہیں موقع ہی نہیں ملا، مگر یہ بات ضرور ہے کہ جتنا کچھ بھی انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا اس پر عمل کیا۔ لہذا ان سب میں جو قدر مشترک تھی وہ یہ کہ سب کے سب عادل تھے۔ (اب اسے پیش نظر رکھیں اور) دیکھیں کہ آپ کیوں پھر ہر سلفی سے یہ چاہتے ہیں کہ وہ مسجد میں بیٹھ کر درس دے، یہ بات کہاں سے آگئی!

ہاں، یہ تبلیغی جماعت کا طریقہ ضرور ہے<sup>(4)</sup>۔ ہم تو ان تمام باتوں پر حیران و پریشان ہیں کہ محض اس وجہ سے کہ ایک شخص سلفی ہے سلفی مشائخ کا کلام سنتا ہے تو وہ خود سے درس کا سلسلہ شروع کر دیتا ہے اور اس کے پاس باقاعدہ سوالات آنے لگتے ہیں (اور وہ جواب و فتویٰ دینے لگتا ہے)، یہ سب کیا ہے! اگر اس قسم کے اشخاص پر عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ جیسی شخصیت مطلع ہوتی تو انہیں درے مارتی۔ تم لوگ تدریس و تعلیم کی قابلیت نہیں رکھتے، حرام ہے تم پر کہ علماء کرام کی سی شخصیت ظاہر کرو اور لوگوں کی دھوکہ دہی کا سبب بنو۔

<sup>4</sup> جیسا ہمارے یہاں تبلیغی جماعت کا یہی طریقہ کار ہے کہ کل آپ ان میں شامل ہوں اور دوسرے دن آپ ہی کھڑے ہو کر کہیں کہ ایمان و یقین و دین کی محنت کی بات ہوگی اور آپ کو جو کچھ آتا ہے صحیح یا غلط کھڑے ہو کر درس شروع کر دیں۔ بہت سے لوگ اس بات کو پسند کرتے ہیں کہ ہم درس دیں اور ہماری بھی کوئی حیثیت ہو، واہ واہ ہو۔ دوسری طرف جماعت کا کام ہی ایسے حربے استعمال کرنا ہے کہ جس سے عوام میں ان کی جماعت میں شمولیت کی کشش پیدا ہو، تو جو اس منصب درس و تبلیغ کو پسند کرتے ہیں وہ ان کے ساتھ جڑ جاتے ہیں۔ (طع)

پس محض سلفی ہونا کافی نہیں بلکہ سلفی ہونے کے ساتھ ساتھ وہ تعلیم دینے کا واقعی اہل ہو اہل علم میں سے جسے علماء کرام تزکیہ دیتے ہیں۔۔ (یہاں پر کیسٹ کی آواز غیر مفہوم ہے)۔۔ کیونکہ اگر بلا علم کلام کریں گے تو وہ بغیر علم کے اللہ تعالیٰ کے ذمہ کوئی بات کرنے میں شمار ہوگا (جو کے بہت عظیم گناہ ہے)۔ یہ کتنی بڑی جرأت ہے کہ بس کہہ دیا کہ میں سلفی ہوں! میرے بھائی صحیح ہے اگر تم واقعی سلفی ہو تو تدریس شروع نہ کرو جب تک تم اہل علم میں سے نہ ہو۔ کیونکہ خود سلف صالحین ایسا نہیں کرتے تھے جیسے تم کر رہے ہو کہ محض ایک یا دو کتابیں پڑھ لیں تو تدریس کرنا شروع کر دی! یہ کیسی عجیب بات ہے؟ ایسے لوگوں کو کسی عالم کا تزکیہ حاصل نہیں ہوتا اور نہ اس دنیا میں ان کی کوئی علمی تحقیق ہوتی ہے کہ جو ان کی قوت علمی پر دلالت کرے۔

ہاں، یہ اور بات ہے جو کہ جائز ہے کہ کسی عالم کی کتاب لے اور کسی حلقے، جلسے یا نشست میں اپنے دیگر بھائیوں کو وہ پڑھ کر سنائیں۔ جو کچھ علماء کرام نے فرمایا بس اسی کو پڑھ کر سنا دیں لیکن فتاویٰ جاری کرنا یا بلا علم کے رائج و مرجوح قرار دینا یہ صحیح نہیں۔ امام احمد رحمۃ اللہ فرماتے ہیں لوگ اس بات کے کتنے محتاج کے کہ صدوق (سچے لوگوں) سے ملاقات کریں۔

اللہ تعالیٰ سے دعاء ہے کہ وہ ہمیں اور آپ کو جو کچھ ہم نے سنا اور پڑھا اس سے فائدہ پہنچائے و آخر دعوانا ان الحمد لله رب العالمین۔

[یہ وہ آخری سوال تھا جو شیخ ماہر بن خافرا القحطانی رحمۃ اللہ کی تقریر بعنوان "کلمۃ منہجیۃ" (اہم منہجی نکات و توجیہات) سے لیا گیا جو بروز جمعہ ۱۴ ذوالعقدہ سن ۱۴۳۱ھ الموافق ۲۱ اکتوبر سن ۲۰۱۰ع کو منعقد ہوئی]

کیا محض کتب کے مطالعہ سے علم حاصل ہوتا ہے

شیخ صالح الفوزان رحمۃ اللہ علیہ اصول ثلاثہ کی شرح ص ۲۷ میں فرماتے ہیں:

پھر شیخ محمد بن عبد الوہاب رحمۃ اللہ علیہ کا یہ فرمانا کہ ان تین مسائل یعنی اللہ تعالیٰ کی معرفت، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی معرفت اور دین اسلام کی معرفت یعنی علم حاصل کرنا واجب ہے۔ یہاں تعلم (علم حاصل کرنے) سے مراد علماء کرام سے علم حاصل کرنا سے حفظ کرنا، اس کا فہم و ادراک حاصل کرنا ہے۔ اس سے یہ مراد نہیں کہ محض پڑھائی یا جس طرح نام دیا جاتا ہے "آزادانہ مطالعہ" (Self-studies) کیا جائے یہ تعلم نہیں بلکہ تعلم (علم حاصل کرنا) یہ ہے کہ: علماء کرام سے حاصل کیا جائے اس کے حفظ، فہم اور مکمل ادراک کے ساتھ، یہ ہے صحیح معنوں میں علم حاصل کرنا، جبکہ صرف خود کتاب پڑھنا اور مطالعہ کرنا اگرچہ مطلوب تو ہے مگر تعلم کے لئے کافی نہیں، اس میں فائدہ بھی ہے مگر یہ کفایت نہیں کرتا اور اس پر اقتصار کرنا کافی نہیں۔

کتابوں کا تلمذ یا شاگردی اختیار کرنا جائز نہیں جیسا کہ لوگوں کی موجودہ حالت ہے، کیونکہ کتابوں کا تلمذ اختیار کرنا بہت خطرناک ہے جس سے بہت مفسد پیدا ہوتے ہیں اور یہ تعلم تو جہل سے زیادہ نقصان دہ ہے، کیونکہ جاہل جانتا ہے کہ وہ جاہل ہے لہذا وہ اپنی حد پر رک جاتا ہے، لیکن المتعلم (دعویدار علم) سمجھتا ہے کہ وہ عالم ہے تو وہ اللہ تعالیٰ کے حلال کردہ کو حرام اور حرام کردہ کو حلال کر بیٹھتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کے بارے میں بغیر علم کے بولتا اور کلام کرتا ہے لہذا یہ مسئلہ بہت خطرناک ہے۔

چنانچہ علم کتابوں سے براہ راست حاصل نہیں کیا جاتا بلکہ کتابیں تو وسیلہ ہیں، جبکہ حقیقی معنوں میں علم تو علماء کرام سے حاصل ہوتا ہے جو ایک نسل سے دوسری نسل تک منتقل ہوتا رہتا ہے، اور کتابیں تو علم حاصل کرنے کے وسائل میں سے ہیں۔

جس کا شیخ اس کی کتاب ہو تو اس کی غلطیاں اس کے صواب سے زیادہ ہوتی ہیں!

فضیلۃ الشیخ عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز رحمۃ اللہ علیہ سے سوال کیا گیا کہ یا فضیلۃ الشیخ آپ کی اس عبارت کے بارے میں کیا رائے ہے جو اکثر طالب علموں کے زبان زد عام ہوتی ہے کہ: "من کان شیخہ کتابہ ضل عن صوابہ" (جس کا شیخ محض اس کی کتاب ہی ہو تو وہ راہِ صواب سے بھٹک جاتا ہے)؟

جواب: جو بات معروف ہے یہ عبارت کچھ اس طرح ہے کہ "من کان شیخہ کتابہ فخطوہ اکثر من صوابہ" (جس کا شیخ محض اس کی کتاب ہو تو اس کی غلطیاں اس کے صواب سے زیادہ ہوتی ہیں)۔

اور یہ بات صحیح ہے کہ جو کوئی اہل علم کے پاس تعلیم حاصل نہ کرے اور نہ اس طریقے کے بارے میں جانتا ہو کہ جو اہل علم طلب علم کے لئے اختیار کرتے ہیں تو وہ بہت غلطیاں کرتا ہے، اور شرعی ادلہ کی عدم معرفت کے ساتھ ساتھ اہل علم کے تجربہ سے حاصل کردہ ان احوال کی رعایت جنہیں ثابت کر کے وہ اس پر عمل پیرا ہوئے سے ناواقف ہونے کی بنا پر اس پر حق و باطل ملتنبس (گڈ مڈ) ہو جاتا ہے۔

لیکن جہاں تک اس بات کو بطور ایک قطعی قاعدہ کے بیان کرنا کہ اس کا غلطیاں بہر صورت اس کے صواب سے زیادہ ہوں گی تو بہر حال یہ بات محل نظر ہے۔ البتہ یہ بات تو بالکل درست کہ اس کی غلطیاں بہت ہوں گی۔ کیونکہ اس نے علماء کرام کے پاس علم حاصل نہیں کیا اور ظاہر بات ہے کہ ان سے مستفید نہ ہونے کی وجہ سے وہ ان اصول سے بے بہرہ ہے جس پر علماء کرام گامزن ہیں، لہذا وہ بہت غلطیاں کرتا ہے۔ وہ مخطوط و مطبوع کتب میں خطا و صواب کے درمیان تمیز تک نہیں کر پاتا۔

یہ عین ممکن ہے کہ کسی کتاب میں غلطی واقع ہو، مگر اس شخص کے پاس درایت و تمیز کا ملکہ نہیں تو وہ اس غلطی کو ہی صواب سمجھ بیٹھے گا۔ اس صورت میں میں وہ اللہ تعالیٰ کی حرام کردہ چیز کے حلال ہونے کا فتویٰ صادر کر دے گا یا پھر حلال کردہ چیز کے حرام ہونے کا، جس کی وجہ یہی عدم بصیرت ہوگی۔ کیونکہ ممکن ہے کتاب کی لکھائی میں غلطی ہو گئی کہ کہ فلاں فلاں بات "لا یجوز" (جائز نہیں)، حالانکہ صحیح بات یہ ہو کہ وہ "یجوز" (جائز) ہو، مگر لکھائی میں غلطی سے "لا" کا اضافہ ہو گیا ہو۔ اور اس کے

برعکس کسی چیز کے بارے میں "یجوز" لکھا ہو، حالانکہ صحیح بات "لایجوز" ہو، مگر طباعت یا خطاطی میں "لا" غلطی سے ساقط ہو گیا ہو، باوجودیکہ یہ بہت عظیم غلطی شمار ہوگی۔

اسی طرح کوئی عبارت ایسی ہوگی "یصح کذا وکذا" (فلاں فلاں کام صحیح ہے) جبکہ صواب "ولایصح کذا وکذا" (فلاں فلاں کام صحیح نہیں ہے)، پس اس کی عدم بصیرت و عدم علم کی وجہ سے اس پر یہ بات مختلط (گڈمڈ) ہو جائے گی، اور وہ کتاب میں واقع ہونے والی اس غلطی کو پہچان نہیں پائے گا، یا اسی قسم کی دوسری غلطیوں میں مبتلا ہوتا رہے گا۔

[مجموع فتاویٰ و مقالات متنوعہ جلد ۲۳]